تفسیر نور العرفان (قسط ⑱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب سورت فرقان (۲۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''اللہ کے مقرب بندے قیامت میں اپنے متوسلین کو بے مدد نہ چھوڑیں گے، ان کی مدد فرمائیں گے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص578)

روز قیامت کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، بلکہ دنیا کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ (البقرة : ١٦٦)

''اس وقت کو یاد کرو، جب وہ لوگ جن کا اتباع کیا جاتا تھا، اپنے متبعین سے اعلان برأت کر دیں گے، (وہ وقت بھی یاد کرو، جب) وہ عذاب کو دیکھیں گے اور (وہ وقت بھی یاد کرو، جب) ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔''

البتہ شفاعت برحق ہے، مگر شفاعت وہ کرے گا، جسے اللہ تعالیٰ اذن دے گا اور اس کے حق میں کر سکے گا، جس کے متعلق اللہ اذن دے گا اور اتنی کر سکے گا، جتنی اللہ اجازت دے گا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾(طه : ١٠٩)

''اس دن شفاعت فائدہ نہ دے گی، مگر اسی کو جس کے متعلق رحمٰن اجازت دے گا اور جس کو شفاعت کے لیے پسند کرے گا۔''

❁ روز قیامت کئی لوگوں کو رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے:

لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا .

''میں آپ کی کچھ بھی مدد نہیں کر سکتا۔''

(صحيح مسلم :1831)

❁ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ، سَلِينِي بِمَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا .

''اے فاطمہ بنت رسول! جو مانگنا ہے، اب مانگ لیجئے، میں اللہ کے عذاب سے آپ کو نہیں بچا سکتا۔''

(صحيح البخاري :4771، صحيح مسلم : 206)

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ اللہ کے مقبولوں کی مدد بھی اللہ کی مدد ہے، یہ حضرات عون الٰہی کے مظہر ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص578)

تحت الاسباب مدد اس سے لی جا سکتی ہے، جو اس پر قدرت رکھتا ہو۔ فوت شدہ تحت

الاسباب مدد پر بھی قدرت نہیں رکھتا، چہ جائیکہ اس سے فوق الاسباب مدد کی اُمید رکھی جائے۔ جب نبی کریم ﷺ عون الٰہی کے مظہر نہیں، تو اور کوئی بھی نہیں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں کسی کو اپنی مدد کا مظہر نہیں بنایا۔

مردوں کو پکار کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ وہ سنتے نہیں ہیں، تو مدد کو کیسے پہنچے گے۔ ان میں مدد کی طاقت کہاں؟ وہ تو اپنی مدد پر بھی قادر نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾ (الأعراف: ١٩٧)

''جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے، نہ خود اپنی مدد پر قادر ہیں۔''

③ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور مسلمانوں کے نگہبان اور وکیل ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص579)

اللہ تعالیٰ ہی نگہبان اور کارساز ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نگہبان اور وکیل نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ﴾

(الحج: ٧٨)

''اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرو، وہی تمہارا کارساز ہے، وہ کیا ہی خوب کارساز ہے اور کتنا ہی بہترین مددگار ہے۔''

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرمان الٰہی: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ﴾(العنکبوت : ٤١) ''ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے علاوہ کارساز بنائے ہوئے ہیں، مکڑی جیسی ہے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس مثال میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین کمزور ترین مخلوق ہیں، انہوں نے تو اللہ کے سوا کارساز بنائے تھے، لیکن وہ ان سے کمزوری کے علاوہ کچھ حاصل نہ کر سکے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا * كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا﴾ (مریم: ۸۱۔۸۲) ''انہوں نے اللہ کے علاوہ معبود بنائے، تاکہ ان کی مدد ہو سکے، لیکن وہ معبود ان کی مدد نہیں کر سکتے، عنقریب وہ (قیامت کے دن) ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔'' ایک مقام پر مشرک قوموں کی ہلاکت کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: ﴿وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ﴾ (ھود : ۱۰۱) ''ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا، بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا، جب اللہ کا عذاب آیا، تو انہیں ان کے وہ معبودان باطلہ ذرا بھی بچا نہ سکے، جنہیں وہ اللہ کے علاوہ پکارا کرتے تھے، انہوں نے سوائے ہلاکت کے انہیں کچھ نہ دیا۔'' یہ چاروں مقامات قرآنی وضاحت کرتے ہیں کہ جو بھی اللہ کے سوا کسی کو قوت بڑھوتری اور مدد کے لیے دوست بناتا ہے، اسے اس سے

اپنے مقصود کے برعکس نتیجہ حاصل ہوتا ہے، قرآن میں اس طرح کی اور مثالیں بھی ہیں، لیکن شرک کے بطلان، مشرک کے خسارے اور خلاف توقع نتائج کے حصول کی یہ سب سے بہترین اور واضح مثال ہے۔''

(کتاب الأمثال، ص 21)

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''قرآنی آیات میں یا تو خود غور وفکر کرنی لازم ہے، اگر اس کی اہلیت رکھتا ہو، ورنہ غور وفکر کرنے والوں کی تقلید کرنی ضروری ہے، رب فرماتا ہے: ﴿فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾''

(تفسیر نور العرفان، ص578)

قرآن کریم کی آیات میں غور وفکر منہج سلف صالحین کے مطابق کیا جائے۔ البتہ کسی شخص کی تقلید میں قرآن کو سمجھنا جائز نہیں، کیونکہ تقلید کسی کی قرآن وسنت کے مخالف بات کو قبول کرنے کا نام ہے۔ جس پر دلیل شرعی نہ ہو، وہ قبول نہیں۔

آیت کریمہ میں یہی حکم ہے، کہ اہل ذکر سے سوال کرو۔ تاکہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔ اہل ذکر سے مراد شریعت کا علم رکھنے والے ہیں۔ اس سے تقلید کا قلع قمع ہوتا ہے۔

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''تفسیر تنویر المقیاس میں فرمایا:......''

(تفسیر نور العرفان، ص585)

یہ تفسیر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

① اس کا مرکزی راوی ابونضر محمد بن سائب کلبی متروک اور کذاب ہے۔

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ ضَعِيفٌ بِّالِاتِّفَاقِ مَنْسُوبٌ إِلَى الْكَذِبِ.

''محمد بن سائب کلبی باتفاق ضعیف اور متہم بالکذب ہے۔''

(عمدة القاري : 101/7)

❁ امام بریلویت، احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

''کلبی کذاب ہے۔'' (فتاوی رضویہ: ۲/۴۷۶)

② کلبی کا استاذ ابوصالح ضعیف، مختلط اور مدلس ہے۔

❁ کلبی خود بیان کرتا ہے، مجھے ابوصالح نے کہا:

كُلُّ مَاحَدَّثْتُكَ فَهُوَ كِذْبٌ.

''جو میں نے تجھے بیان کیا، وہ جھوٹ ہے۔''

(الكامل لابن عدي : 2128/6، السنن الكبرٰى للبيهقي : 123/7)

❁ امام بریلویت، احمد رضا خان صاحب نے ابوصالح کو ''ضعیف اور'' مدلس'' کہا ہے۔ (فتاوی رضویہ: ۵۱۳/۴، فتاوی افریقہ از بریلوی: ۱۷، احکام شریعت: ۱۶۹)

③ کلبی کا شاگرد محمد بن مروان سدی صغیر کذاب اور متروک ہے۔

(ميزان الاعتدال : 237/1، 32/4)

❁ جناب احمد سعید کاظمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''ہم نے مروان کو متہم بالکذب ثابت کر دیا ہے۔''

(مقالات کاظمی: 47/2)

❁ جناب احمد رضا خان بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

’’یہ تفسیر کہ منسوب بہ سیدابن عباس ہے، نہ ان کی کتاب ہے، نہ ان سے ثابت ہے۔ یہ بہ سند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح مروی ہےاور ائمہ دین اس سند کوفرماتے ہیں کہ سلسلہ کذب ہے۔‘‘

(فتاوی رضویه، جلد 29، ص 396)

۞ مروان بن محمد طاطری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَفْسِيرُ الْكَلْبِيِّ بَاطِلٌ . ’’تفسیر کلبی باطل ہے۔‘‘

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 271/7، وسندهٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ تفسیرابن عباس جھوٹ ہے۔

⑥ مفتی صاحب سورت شعراء(۱۵) کے تحت لکھتے ہیں:

’’معلوم ہوا کہ رب اپنے پیاروں کے ساتھ اوران کے پاس ہوتا ہے، اگر رب کوڈھونڈنا ہو، تو ان محبوبوں کے دروازوں پر جاؤ۔‘‘

(تفسیر نورالعرفان، ص585)

یہ آیت کی تحریف ہے، گمراہ صوفیوں کی ترجمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ کہنا کہ اسے ڈھونڈنا ہو، تو فلاں کے دروازے پر جاؤ۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی معرفت چاہیے، تو فلاں عالم کی صحبت اختیار کرو، فلاں کتاب پڑھو، وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ اور پاس ہونے کا یہ مطلب لینا کہ وہ ہر جگہ موجود ہے، جہمیہ کا عقیدہ ہے۔ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بلند ہے، مخلوق سے جدا ہے، اس کا علم ہر ایک کو محیط ہے۔ معیت دوطرح کی ہوتی ہے؛ عامہ اور خاصہ۔ یہاں معیت خاصہ مراد ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد تمہارے ساتھ ہے۔

⑦ مفتی صاحب سورت شعراء (۵۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ جس جگہ پیغمبر کی قبر ہو، وہاں عذاب الٰہی نہیں آ سکتا، مصر میں یوسف علیہ السلام اور آپ کے بھائیوں کی قبریں تھے، اس لیے فرعون پر وہاں رہ کر عذاب نہ آیا، بلکہ باہر نکال کر۔''

(تفسیر نور العرفان، ص589)

بڑی جرأت اور جسارت سے آیت کی تحریف کی گئی ہے۔ آیت کا یہ مفہوم ہے کہ آل فرعون کا دنیاوی مال ومتاع دنیا میں ہی رہ گیا، وہ ہلاک ہو کر جہنم واصل ہوئے۔

جس جگہ پیغمبر کی قبر ہو، وہاں عذاب الٰہی نہیں آ سکتا، اس پر کوئی دلیل نہیں۔

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''فرعون کی لاش دیکھ کر، کیونکہ اس کی لاش بعد میں محفوظ رکھی گئی، رب فرماتا ہے: ﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً﴾''

(تفسیر نور العرفان، ص589)

فرعون کی لاش محفوظ نہیں۔ مصر کے عجائب گھر میں جو لاش رکھی گئی ہے، اسے فرعون کی لاش قرار دینا درست نہیں، معلوم نہیں وہ کس کی لاش ہے؟ دو تین صدیوں پہلے یہ لاش کہاں تھی؟ کسی کو اس کا علم نہیں۔

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ فرعون کے مردہ جسم کو رب تعالیٰ نے سمندر کے کنارے پر نکال پھینکا، تاکہ بنی اسرائیل کے جو افراد باقی رہ گئے تھے، وہ عبرت پکڑیں کہ جو شخص اپنے آپ کو خدا کہتا تھا، اس کا بدن بول بول کر اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا ہے، لہٰذا اس کے بدن سے عبرت پکڑو اور اللہ کی نافرمانی سے باز آ جاؤ۔

جسم کے محفوظ ہونے کا یہ مطلب لینا کہ قیامت تک محفوظ رہے گا، درست نہیں۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور کو توحید ابراہیم کی خبر پہلے سے ہے، قرآن کریم میں ان خبروں کو بیان فرمانا لوگوں کے سنانے کے لیے ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص589)

کفریہ جملہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس علم وحی تھا۔ وحی سے پہلے نبی کریم ﷺ کو کسی چیز کا علم نہ تھا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ﴾(یوسف: ۳)

''اس قرآن کی وحی کے ذریعے ہم آپ کو اچھے اچھے قصے بیان کرتے ہیں، اس سے پہلے آپ بے خبر تھے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾(الشّوریٰ: ۵۲)

''آپ لکھنا جانتے تھے، نہ ایمان سے واقف تھے، ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح القدس جبریل امین کو (وحی دے کر) بھیجا، ہم اس وحی کو اپنے چنیدہ بندوں کے لیے راہ ہدایت بنا دیا اور آپ کو جادۂ مستقیم کا داعی بنا دیا۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾(النساء : ۱۱۳)

''اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپ کو وہ کچھ سکھایا، جو آپ پہلے جانتے نہیں تھے، آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔''

⑩ مفتی صاحب سورت شعراء (۸۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''آپ (ابراہیم علیہ السلام) کی یہ دعا بھی لوگوں کی تعلیم کے لیے ہے، ورنہ ان شاء اللہ ابراہیم علیہ السلام کے غلام، درغلام بھی قیامت کی رسوائی سے محفوظ ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص591)

ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا صرف لوگوں کو تعلیم کے لیے نہیں تھی، بلکہ اپنے لیے بھی تھی، ابراہیم علیہ السلام اس رسوائی سے بچنے کی دعا کرتے تھے کہ ان کا باپ سب کے سامنے جہنم میں ڈالا جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی، کہ آپ کا باپ بجو کی شکل میں جہنم رسید ہوا۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَلْقٰى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَعَلٰى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهٗ إِبْرَاهِيمُ : أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِي، فَيَقُولُ أَبُوهُ : فَاليَوْمَ لَا أَعْصِيكَ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ : يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزٰى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى : إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى

الْكَافِرِينَ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا إِبْرَاهِيمُ، مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ .

''روز قیامت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے، آزر کے چہرے پر سیاہی اورغبار ہوگا، تو ابراہیم علیہ السلام اپنے والد سے کہیں گے : کیا میں نے آپ سے کہا نہ تھا کہ میری نافرمانی نہ کریں۔تو ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہے گا: آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام عرض گزار ہوں گے : میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ روز قیامت مجھے رُسوانہیں کرے گا، تو میرے لیے اس سے بڑھ کر کیا رسوائی ہے کہ میرا والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے۔ پھر (ابراہیم علیہ السلام سے) کہا جائے گا: اے ابراہیم! آپ کے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے کہ ایک بجو نجاست میں لتھڑا ہوا پڑا ہوگا، پھر اسے ٹانگوں سے گھسیٹ کر جہنم رسید کردیا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 3350)

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا کے نزدیک قلب سلیم وہ ہے، جسے محبت وعشق الٰہی کے سانپ نے ڈس لیا ہو،عربی میں سلیم سانپ ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان،ص591)

صوفیا کی یہ بات مناسب نہیں۔قلب سلیم سے مراد ایسا دل ہے، جو شرک وبدعت کی آلائشوں سے پاک ہو، نیز ہر طرح کے شکوک وشبہات سے محفوظ ہو۔

⑫ مفتی صاحب سورت شعراء (۹۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ قیامت میں جھوٹے معبود اپنے پرستاروں سے غائب ہو جائیں گے اور حضرات انبیا، اولیا اپنے متبعین سے قریب رہیں گے، ان کی شفاعت کریں گے، ان کی آس بندھائیں گے اور مدد فرمائیں گے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص591)

یہ منہ کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی برہان نہیں اُتاری۔

شفاعت حق ہے، انبیائے کرام اور اولیائے عظام اللہ کے اذن سے شفاعت کریں گے، جس کے لیے اللہ اجازت دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت اہل توحید کے لیے ہی ہو گی، جو غیر اللہ کو حاجت روا، مشکل کشا، کارساز، فریادرس سمجھتا ہوگا، وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔ جو جس جس کی پکار کرتا ہوگا، روز قیامت وہ اس سے دور ہو جائے گا، خواہ انبیائے کرام ہوں یا صلحا ہوں۔ ہاں مشرکین اور وہ مورتیاں اور بت، جو صالحین کی شکل پر تراشے گئے ہوں گے، کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا، تا کہ اہل شرک کی حسرت مزید بڑھ جائے کہ جنہیں ہم نے بزرگوں کی عقیدت و محبت میں تراشا تھا، وہ آج ہمارے لیے سخت عذاب کا باعث ہیں۔ جو اپنی عبادت کراتے ہیں، یا اپنی عبادت پر راضی ہیں، وہ اور ان کی عبادت کرنے والے جہنم میں ایک ساتھ ہوں گے۔

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''آپ (نوح علیہ السلام) تو ماں کے پیٹ، باپ کی پیٹھ کے بچوں کی سعادت وشقاوت سے بھی خبردار تھے۔ خود فرماتے ہیں: ﴿إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾''

(تفسیر نور العرفان، ص592)

آیت کے معنی میں الحاد سے کام لیا گیا۔ ماں کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ، نیک ہے، یا بد، زندہ پیدا ہوگا، یا مردہ، کتنی عمر پائے گا، کتنا رزق لکھا گیا؟ کوئی بھی نہیں جانتا۔

❁ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾(لقمان : ٣٤)

''پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، (پھر آپ نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی)﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾(لقمان : ۳۴)''قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے اور رحم مادر میں جو ہے، اس کا علم رکھتا ہے، کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور کہاں فوت ہوگا؟ بے شک اللہ خوب جاننے والا، خبر رکھنے والا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 353/5، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مسند احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 89/7)

۞ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الدّر المَنثور : 531/6)

نوح علیہ السلام نے جو بددعا کی، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ علیہ السلام شکم مادر کے حالات و کیفیات سے واقف تھے۔ قوم کی بدبختی اور نافرمانی سے یہ اندازہ لگایا کہ ان کی اولادوں میں بھی کوئی ایمان نہ لائے گا۔ اس لیے اللہ سے اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کی۔

⑭ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے حضور کو خدا نے کوثر بخشا، یعنی ماسوا اللہ کا مالک بنایا ہے، جس کا رب خالق ہے، اس کے حضور باعطاء الٰہی مالک ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص602)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق، مالک اور مدبر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مالک نہیں۔

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الجنّ : ٢١)

''(اے نبی!) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لیے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔''

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ عالم کشف میں نبی سے کوئی چیز نہیں چھپتی، سارے عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں، اس لیے اُس (ہدہد) نے ﴿بِمَا لَمْ تُحِطْ﴾ کہا، یعنی آپ نے اس کا احاطہ نہ فرمایا، وہاں تشریف لے جا کر، سیر فرما کر، لَمْ تَرَ نہ کہا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص603)

آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ ہدہد نے سیدنا سلیمان علیہ السلام سے کہا، جس چیز پر میں مطلع

ہوا ہوں، اس پر آپ مطلع نہیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بلاشبہ آپ کا علم وسیع ہے، مگر یہ بات آپ کے علم میں نہیں آسکی۔ اس میں کشف وغیرہ کی کوئی بات نہیں۔ سلیمان علیہ السلام کو معلوم نہ تھا کہ ہدہد کہاں ہے؟ اسی طرح ملکہ سبا کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔

پیغمبر کے پاس سوائے وحی کے کوئی علم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے پر جان لیتا ہے، اس کے دکھانے پر دیکھ لیتا ہے، مثال کے طور پر؛

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَّا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ، قَالَ : فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهٖ .

''میں حطیم کعبہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقعہ معراج کے بارے میں پوچھ رہے تھے، انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ نشانیاں پوچھیں، جن کو میں یاد نہ رکھ سکا، جس کی وجہ سے میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا پریشان نہ ہوا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا، وہ مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھ رہے تھے اور میں ان کو دیکھ کر بتاتا جا رہا تھا۔''

(صحیح مسلم : 172)

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت سلیمان نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سنی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص603)

ثابت نہیں ہو سکا۔ بغیر ثبوت کے انبیا کی طرف باتیں منسوب کرنا آداب نبوت کے منافی ہے۔

⑰ مفتی صاحب سورت نمل (۴۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''علم کتاب سے مراد علم باطن، یعنی علم تصوف ہے، کیونکہ ظاہری علم ولایت اور یہ طاقت نہیں پیدا کرتا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص605)

ملکہ سبا کا تخت لانے والا شخص کون تھا؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ یقیناً یہ شخص اللہ کا نیک بندہ ہوگا، جو سلیمان علیہ السلام کی صحبت میں رہتا ہوگا۔ اس کے پاس کتاب کا علم تھا، یہ کون سی کتاب مراد ہے؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ یاد رہے کہ شرعی علم ایک ہی ہے، وہ ہے علم وحی۔ علم تصوف اور علم باطن وغیرہ محض صوفیا کی اختراعات ہیں۔

⑱ مفتی صاحب سورت نمل (۴۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت سے ولی کی قوت، ولی کی رفتار، ولی کا حاضر و ناظر ہونا معلوم ہوا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص606)

کرامات اولیا حق ہیں، مگر ان پر اولیا کا اختیار نہیں ہوتا اور انہیں عمومی دلیل بھی نہیں بنایا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

''یقیناً اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دیں، تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2703، صحيح مسلم : 1675)

ممکن ہے کہ یہ بات کہنے والا کوئی جن ہو، کیونکہ جنوں میں اس طرح کی سرعت اور طاقت ہوتی ہے۔ اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ہم وحی کے مکلّف ہیں۔ جتنا کچھ قرآن وحدیث میں بیان ہوا ہے، اسے تسلیم کرنا ہم پر فرض ہے۔ اس واقعہ سے عجیب وغریب شرک وکفر کی صورتیں کشید کرنا مناسب نہیں۔

⑲ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کی معراج کے لیے خاص دروازہ تھا، جو حضرت جبریل نے معراج میں حضور کے لیے کھلوایا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص930)

اس پر کوئی دلیل نہیں۔ شریعت میں احتیاط چاہیے۔

⑳ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''دنیا میں تمام حیوانات وجمادات میں سمجھ بوجھ ہے، وہ سنتے بولتے ہیں، ان کی بولی اولیا سمجھ لیتے ہیں، ستون حنانہ کا رونا، کلام کرنا خود صحابہ نے سنا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص930)

صحابہ کرام نے کھجور کے تنے کے رونے کی آواز سنی۔ (بخاری: ۹۱۸) یہ اُن کی کرامت تھی۔ کرامت اولیاء حق ہے، مگر انہیں عمومی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ ہر ولی، ہر وقت، ہر چیز کی آواز سنتا اور سمجھتا ہے۔